Al-Azhār

Volume 8, Issue 1 (Jan-June, 2022)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/18

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/360

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v8i01.360

Title	Critical Analysis of the Established Forms of Mudharba in Islamic Banks
Author (s):	Dr Fahmeeda Bibi, Abrar Ullah and Dr. Muhammad Shuaib Yousaf
Received on:	26 June, 2021
Accepted on:	27 May, 2022
Published on:	25 June, 2022
Citation:	Dr Fahmeeda Bibi, Abrar Ullah and Dr. Muhammad Shuaib Yousaf, “Construction: Critical Analysis of the Established Forms of Mudharba in Islamic Banks,” Al-Azhār: 8 no, 1 (2022): 281-299
Publisher:	The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

اسلامی بینکوں میں مضاربہ کی مروجہ صورتوں کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

Critical Analysis of the Established Forms of Mudharba in Islamic Banks

*ڈاکٹر فہمیدہ بی بی

**ابرار اللہ

***ڈاکٹر محمد شعیب یوسف

Abstract

Islam propagates fair and just economic principles in order to prevent economic exploitation in an Islamic society. Mudharbah is one such mode of economic activity in Islam that ensures justice and fairness in business transaction. The concept of Mudharbah has assumed huge importance today when various Islamic banks are struggling to implement it in various business transactions. In view of the importance of Mudharbah, this study aims to delineate the various definitions of this concept in the light of Quran, Sunnah, and the opinions of Islamic jurists. It provides a broad overview of the justification of Mudharbah in the light of Islamic teachings as well as delves into the philosophy of Mudharbah from the viewpoint of public welfare. It also sheds light on various kinds of Mudharbah and highlights differences between them for a better understanding. Furthermore, it comprehensively deals with various attendant conditions of Mudharbah, as prescribed by Islam, as well as delineates the role and responsibilities of both parties to Mudharbah arrangement, thus minimizing the chance for confusion and conflict. Having done all the above-mentioned foundational work, this study then critically analyzes the practical implementation of Mudharbah as done in Islamic banks today and highlights how new forms of Mudharbah have entered today's Islamic banking. In this context, it reviews the opinions of various distinguished Islamic jurists on Mudharbah in today's Islamic banking and concludes by suggesting the opinion that is most preferable in the light of Quran and Sunnah.

Keywords: Mudharbah, mudharbah mutlaqa, mudharbah muqayyada, Islamic banking,

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات وعربی، یونیورسٹی آف صوابی

**پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، نمل یونیورسٹی اسلام آباد

***پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ عربی، یونیورسٹی آف پشاور

مضاربت کی تعریف

مضاربت کی لغوی تعریف:

مضاربۃ لغۃ مفاعلۃ کے وزن پر ہے جس کے حروف اصلی "ضرب" یعنی ض۔ر۔ب ہیں۔ ضرب کے معنی ایک چیز کو دوسرے پر واقع کرنے (یعنی مارنے) کے آتے ہیں۔[1]

پھر یہ مارنا مختلف اقسام کا ہوتا ہے مثلاً ہاتھ سے مارنا، لکڑی سے مارنا، تلوار سے مارنا وغیرہ[2] "ضرب" اپنے حقیقی اور مختلف مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

مضاربت کے اصطلاحی معنیٰ:

مضاربت کی تعریف مختلف فقہاء کے نزدیک مختلف ہے لیکن یہ اختلاف زیادہ تر لفظی ہے۔ معنوی اعتبار سے تقریباً سب متفق ہیں، کہ یہ ایسی شراکت ہے جس میں دو فریق ہوتے ہیں ایک کا سرمایہ جبکہ دوسرے کی محنت ہوتی ہے۔ تاہم حوالہ کے طور پر مذاہب اربعہ کی تعریفات اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

مضاربت کی اقسام:

تصرف کے لحاظ سے مضاربت کی دو اقسام ہیں:

1۔ مضاربت مطلقہ 2۔ مضاربت مقیدہ

مضاربت مطلقہ:

مضاربت مطلقہ سے مراد وہ طریقہ ہے جس میں مضارب کو کھلی اجازت ہوتی ہے کہ وہ جہاں چاہے جو چاہے اور جب تک چاہے کاروبار کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے احکامات اور عرف کا بھی خیال رکھے۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں۔

> ان المضاربه نوعان، مطلقه و مقیده، فالمطلقه ان یدفع المال مضاربه من غیر تعین العمل والمکان الزمان و صفه العمل ومن یعامله والمقیده ان یعین شیاً من ذالک-[3]
>
> ترجمہ: پس مضاربت مطلقہ یہ ہے کہ مال مضاربت مطلقاً مضارب کو دے دیا جائے اور کام کی نوعیت، جگہ، وقت اور کون کام کرے گا؟ اس جیسی شرائط عائد نہ کی جائیں جبکہ مضاربت مقیدہ وہ ہے جس میں ان مذکورہ شرائط میں سے کسی ایک کی تعین کر دی جائے۔

عموی تصرف اور اختیارات کو مد نظر رکھتے ہوئے مضاربت مطلقہ کی مزید تقسیم درج ذیل طریقے سے ممکن ہے۔

1۔ مضاربت مطلقہ معتادہ 2۔ مضاربت مطلقہ مع تفویض عام

3۔ مضاربت مطلقہ مع الاذن الصریح

مضاربت مطلقہ معتادہ:

مضاربت مطلقہ معتادہ میں رب المال مضارب کو مال دے دیتا ہے۔ اور تصرفات میں اسے آزادی ہوتی ہے کہ مضاربت کی ضروریات اور تجارت کے عرف کو مد نظر رکھتے ہوئے کاروبار کرے اور نفع مثلاً رب المال کہے:

"خذ هذالمال واعمل به"[4]

ترجمہ: یہ مال لے لو اور کام کرو۔

درج بالا بیان سے مضارب کو عرف عام کے مطابق کاروبار کی اجازت ہو گی۔

مضاربت مطلقہ مع تفویض عام:

مضاربت کی اس قسم میں مضارب کو عرف کے مطابق عمومی اختیارات تو حاصل ہوں گے ہی لیکن کچھ مزید اختیارات بھی حاصل ہو جائیں گے۔ جو عمومی حالت میں مضارب کے پاس نہیں ہوا کرتے۔ مثلاً کسی غیر کو کاروبار میں شریک کرنا، مال مضاربت کے ساتھ اپنا مال ملانا، مضارب اول کا مال مضاربت، مضارب ثانی کو دینا وغیرہ وغیرہ۔ احناف کے نزدیک یہ اختیارات اس وقت حاصل ہو جاتے ہیں جب رب المال مضارب کو یہ کہہ دے کہ تم اپنی سمجھ کے مطابق کرو۔[5]

مضاربت مطلقہ مع الاذن الصریح:

مضاربت کی اس قسم میں مالک کی صراحۃً اجازت سے مضارب کو وہ اختیارات بھی مل جاتے ہیں جو عموماً از خود حتیٰ کہ تفویض عام میں بھی حاصل نہیں ہوتے۔ مثلاً رب المال اگر مضارب کو صدقہ کرنے، تحفہ تحائف دینے کی اجازت دے دے تو اب مضارب صدقات بھی دے سکتا اور تحائف بھی، حالانکہ مال مضاربت سے ایسا خرچ بالکل ممنوع ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مالک کا نقصان ہے مگر مالک جب خود رضامند ہے تو اب اس کی اجازت ہے۔

مضاربت مقیدہ:

علامہ کاسانیؒ کے مطابق یہ مضاربت کی وہ قسم جس میں درج ذیل پابندیاں عائد کردی جائیں، مضاربت مقیدہ کہلاتی ہے۔[6]

1۔ کام کا متعین کردینا مثلاً رب المال کہتا ہے کہ مال مضاربت سے کپاس خرید کر فروخت کرنی ہے اور کوئی کاروبار نہیں کرنا۔

2۔ جگہ متعین کردینا صاحب ہدایہ نے اس کی مثال اس طرح سے دی ہے کہ رب المال نے اگر شرط عائد کردی کہ مضارب مخصوص شہر میں کاروبار کرے گا تو اب اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کے علاوہ کہیں اور کاروبار کرے۔ یہ شرط ایسی ہے جو ممکن العمل ہے اور رب المال کا اس میں فائدہ بھی ہے اس لیے کہ وہ اپنے مال کی زیادہ سے زیادہ حفاظت چاہتا ہے۔

3۔ کاروبار مضاربت کو موقت کرنا مثلاً رب المال یہ کہہ دے کہ یہ معاہدہ صرف دس سال کے لیے ہے۔

4۔ عامل کی تخصیص مثلاً رب المال یہ شرط عائد کردے کہ مضارب کسی اور سے مضاربت کا کام نہیں کروائے گا بلکہ خود کرے گا وغیرہ۔

مضاربت مقیدہ کے متعلق فقہاء کا اختلاف:

علامہ ابن رشد مالکیؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ صاحب مال، مضارب پر یہ شرط عائد کرے کہ متعین جنس کا کاروبار کرے یا متعین جگہ مضاربت کا کاروبار کرے یا متعین طبقہ سے کاروبار مضاربت رکھو۔ اس جیسی شروط کے بارے میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ شروط جائز نہیں اس لئے کہ ایسا کرنے سے مضارب تنگی میں مبتلا ہو جائے گا۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں جو شرطیں عائد کی ہیں وہ لازم ہوں گی اور ان کی خلاف ورزی کرنے پر مضارب ضامن ہو گا۔[7]

امام مالکؒ وامام شافعیؒ کی رائے مضارب کو وسیع اختیارات دیتی ہے کہ جہاں چاہے جو چاہے کاروبار کرے لیکن امام ابو حنیفہؒ کی رائے مضارب کو پابند کرتی ہے کہ کہیں صاحب مال کا سرمایہ ضائع نہ ہو۔ اس لیے وہ تمام شرائط کی رعایت ضروری رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں معتدل رائے یہ ہے کہ وہ شرائط جو بآسانی قابل عمل ہوں اور مضارب ان پر رضامند بھی ہو، نافذ العمل ہونی چاہئیں جبکہ وہ شرائط جو مضارب کو حرج میں مبتلا کریں مثلاً یہ شرط عائد کردی جائے کہ مضارب سو سال سے پرانی اشیاء میں مضاربت کرے گا تو یہ شرط نافذ العمل نہ ہو گی اس لیے کہ یہ مضارب کو حرج میں مبتلا کردے گی۔

مضاربت کا جواز قرآن وسنت کی روشنی میں:

فقہاء کرام نے مضاربت کا جواز درج ذیل قرآنی آیت سے ثابت کیا ہے۔

﴿ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾[8]

ترجمہ: بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی بھی تلاش کریں گے۔

ان کا کہنا ہے کہ مضاربت ضرب فی الارض سے مشتق ہے۔ آیت مذکورہ سے اگرچہ مضاربت کی اصطلاحی تعریف تو اخذ کی جاسکتی ہے۔ جس میں مال، محنت اور سرمایہ کا تذکرہ ہو البتہ اس کی غرض وغایت ضرور ثابت ہو جاتی ہے اس لیے کہ مضاربت کا مقصد بھی رزق حلال کی طلب، کسب معاش اور تجارت ہے۔[9]

بعثت نبویؐ اور تعلیمات رسول ﷺ:

عبادات کے وہ طور طریقے جو نبی کریم ﷺ نے کرکے دکھلائے، اس سے قبل موجودہ صورت میں موجود نہ تھے۔ لہٰذا ان کی ترتیب از سر نو عمل میں آئی۔ معاملات کا قصہ اس سے مختلف ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت کاروبار کے بیشتر طریقے رائج تھے لیکن آپ ﷺ نے ان کی از سر نو ترتیب نہ فرمائی بلکہ جہاں جہاں معاملات میں خرابی موجود تھی اس سے منع کر دیا گیا۔ یہ خرابی مبیع سے متعلق نامکمل[10] معلومات، دھوکہ دہی،[11] غلط بیانی، گاہک کو بہلا پھسلا کر سودے کی طرف مائل کرنا، ناجائز ہتھکنڈوں سے اشیاء کی قیمت میں اضافہ کرنا،[12] فریقین میں سے کسی ایک یا تیسرے فریق کو نقصان پہنچانا، ربا، قمار، غرر یعنی غیر یقینیت کی کیفیت کا شامل ہونا سمیت بہت سی اقسام پر مشتمل تھیں۔ جن پر پابندی عائد کری گئی۔ اس کے بدلے میں ان تمام معاملات کی اجازت دے دی جو شریعت سے تصادم نہ تھیں، عقد مضاربت بھی انہی جائز معاملات میں سے ایک تھا۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت مضاربت ایک جانا پہچانا اور معروف طریقہ تجارت تھا۔ اہل عرب بالخصوص اہل مکہ کے ہاں یہ طریقہ شاید اس لیے بھی بڑا مقبول تھا کہ ان کا دارومدار تجارت پر تھا۔ وہ بعرض تجارت دور دراز کے سفر کیا کرتے تھے جن کا تذکرہ قرآن کریم نے سردیوں اور گرمیوں کے اسفار کے ساتھ کیا ہے۔ کہ جو لوگ بذات خود تجارت نہ کر سکتے تھے مضاربت کی بنیاد پر اپنا روپیہ پیسہ کاروبار میں لگاتے اور نفع وصول کرتے تھے۔

تقریر رسولؐ سے مضاربت کا ثبوت:

نبوت سے قبل جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی اور آپ ﷺ کی امانت، دیانت، راست گوئی اور معاملہ فہمی کا چرچا پورے مکہ میں ہر خاص وعام کی زبان پر تھا۔ تب حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کو

مضاربت پر ہی اپنا مال دیا تھا اور ساتھ اپنے غلام میسرہ کو بھیجا تھا۔ آپ ﷺ یہ مال لے کر ملک شام گئے اور اسے فروخت کرڈالا اس تجارت میں حضرت خدیجہ کو پہلے سے دگنا منافع ہوا۔[13]

مضاربت کا یہ معاملہ جو قبل از نبوت انجام پایا تھا۔ آپ ﷺ نے نبوت کے بعد بھی اس کو برقرار رکھا اور کبھی منع نہیں فرمایا تو گویا" مضاربت "کا ثبوت تقریر رسول ﷺ سے حاصل ہوا۔ محدثین کے ہاں تقریر رسول ﷺ سے مراد ایسا عمل ہے جو آپ ﷺ کے سامنے انجام پایا لیکن آپ ﷺ نے اس کی تردید نہ فرمائی ہو۔

قول رسولؐ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(ثلاث فيهن البركة البيع الى اجل والمقارضة، واخلاط البر بالشعير للبيت لا للبيع)[14]

ترجمہ: تین چیزوں میں برکت ہے: متعین مدت پر خرید و فروخت، مضاربت (پر کاروبار) اور گندم کو جو کے ساتھ ملانا بشرطیکہ یہ ملانا گھر کے استعمال کے لیے ہو نہ خرید و فروخت کے لیے۔

فعل رسولؐ:

عروۃ بن ابی الجعد البارقیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا تاکہ میں اس سے قربانی یا بکری خرید لاؤں۔ پس انہوں نے (ایک دینار) سے دو بکریاں خرید لیں۔ اور ان میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلے میں بیچ دیا پھر نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں پہنچے کہ ان کے پاس ایک بکری بھی تھی اور ایک دینار بھی۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی پھر ان کا حال یہ تھا کہ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی ان کو نفع ہوتا۔[15]

دوسرے مقام پر حضرت عروہ کے الفاظ یہ ہیں:

"انی لا قوم فی الكناسة بالكوفة فما ارجع الى اهلى حتىٰ اربح اربعين الفا"[16]

ترجمہ: (آپؐ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ) بے شک اگر میں کوفہ میں کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر بھی کھڑا ہو جاتا تو اپنے گھر لوٹنے سے پہلے مجھے چالیس ہزار کا نفع ہو ہی جاتا۔

مضاربت کی شرائط اور احکام

مضاربت اسلامی طریق تمویل میں سے ایک اہم طریقہ ہے جس کا ثبوت قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس میں موجود ہے۔ اس اہم طریقہ کی بہت سی شرائط اور احکامات ہیں جن کی رعایت رکھنا ضروری ہے وگرنہ مضاربت درست نہیں۔ انہی شرائط کا تذکرہ ذیل میں مختصراً کیا جارہا ہے۔

مضاربت میں سرمائے سے متعلق احناف کا مسلک یہ ہے کہ جس مال سے شراکت درست ہے۔ اس مال سے مضاربت بھی صحیح ہے۔[17]

شراکت کے بارے میں احناف کا کہنا ہے کہ یہ صرف نقدی یعنی دراہم اور دنانیر میں جائز ہے، جبکہ امام محمدؒ سکہ رائج الوقت کو بھی شامل فرماتے ہیں۔[18]

تو گویا احناف کے نزدیک اگر مال مضاربت کرنسی کی شکل میں ہو خواہ وہ کرنسی دراہم اور دنانیر کی شکل میں یا کسی بھی دھات کی صورت میں، دونوں سے مضاربت جائز ہوگی اور اگر مال مضاربت کرنسی کی شکل میں نہ ہو، بے شک وہ سونا چاندی ہی کیوں نہ ہو، مضاربت جائز نہیں ہوگی، مگر ایک صورت یہ ہے کہ کاروباری حلقوں میں اس کا لین دین عام ہو۔

سونے یا چاندی کی ڈلی جو اپنی حالت میں ہو، دراہم ودنانیر کی شکل میں نہ ہو اس کے بارے میں علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"فان كان الناس تيعاملون به فهو بمنزلة الدراهم والدنانير فتجوز المضاربة وان كانوا لا يتعاملون به فهو كالعروض"[19]

ترجمہ: اگر تم لوگ اس کے ساتھ لین دین کرتے ہو تو وہ دراہم اور دنانیر کے درجے میں ہے اور اگر لوگ اس کے ساتھ لین دین نہیں کرتے تو پھر اس سے مضاربت جائز نہیں۔

اگر مال مضاربت اجناس یا عروض کی شکل میں ہو تو احناف کے نزدیک یہ مضاربت کا سرمایہ بننے کا اہل نہیں ہے۔ البتہ اسے فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم سے مضاربت کی جاسکتی ہے ہدایۃ کی عبارت کے مطابق اگر رب المال نے مضارب کو کچھ سامان دیا اور کہا کہ اسے فروخت کرو اور جو رقم حاصل ہو اس سے بطور مضاربت کاروبار کرو تو یہ جائز ہے۔[20]

مضارب پر قرض نہ ہو:

مضارب پر اگر صاحبِ مال کا کچھ قرض ہے تو یہ قرض مالِ مضاربت نہیں بن سکتا۔

صاحب ہدایۃ فرماتے ہیں:

"اذا قال اعمل بالدين الذى فى ذمتك جيث لايضبح المضاربة"[21]

ترجمہ: اگر صاحبِ مال مضارب سے یہ کہے کہ وہ دین جو تیرے ذمے ہے اس سے مضاربت کا کاروبار کرو تو مضاربت صحیح نہ ہو گی۔

مذکورہ مسئلہ میں اگر مدیون نے دین کی رقم سے مضاربت کا کاروبار شروع کر دیا اور اس رقم سے کچھ سامان وغیرہ خرید اتو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ سامان مدیون کی ملکیت ہو گا اگر اس سے کچھ نفع ہوا ہے تو وہ بھی مدیون کا ہو گا اور اگر کوئی نقصان ہوا ہے تو وہ بھی اسے ہی برداشت کرنا ہو گا۔[22]

اگر صاحبِ مال نے یہ کہا کہ میرا فلاں شخص کے ذمے جو قرض ہے وہ وصول کر و اس سے مضاربت کرو تو یہ جائز ہے لیکن مضارب اگر یہ کہے کہ مجھے ایک ہزار روپے قرض دے دو اور ایک ماہ کے بعد یہ قرض سرمایہ مضاربت میں تبدیل ہو جائے گا تو یہ ناجائز ہے۔[23]

اگر صاحبِ مال نے یہ کہا کہ فلاں شخص کے ذمے جو میرا قرض ہے وہ وصول کرو تب کاروبار کرو۔ مضارب نے کچھ رقم وصول کی اور کاروبار شروع کر دیا تو یہ ناجائز ہے اس لیے کہ "تب اور پھر" اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ پہلے ساری رقم وصول کی جائے پھر اس سے کاروبار شروع کیا جائے۔[24]

امانت اور مالِ تجارت پر دیئے گئے مال سے مضاربت:

اگر کسی شخص نے کسی کے پاس بطور امانت مال رکھوایا اور اس سے کہا کہ جو مال میں نے تیرے پاس رکھوایا

ہے اس سے مضاربت کرو تو یہ جائز ہے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ اگر کسی شخص کو مالِ تجارت خریدنے کے لئے رقم دی تھی پھر اسی کو یہ کہہ دیا کہ جو رقم تمہارے پاس ہے اس سے مضاربت کرو۔[25]

راَس المال معلوم اور متعین ہو:

"ومنها ان يكون راَس المال معلوم عند العقد كيى يقع العاقد ان فى منازعة"[26]

ترجمہ: اور مضاربت کی شرائط میں سے ہے کہ راَس المال معلوم ہو، تاکہ عاقدین کے مابین کوئی تنازعہ جنم نہ لے"۔

نزاع اس لئے پیدا ہو سکتا ہے کہ جب راَس المال میں ہی جہالت ہو تو اس سے حاصل ہونے والے منافع میں بھی لامحالہ جہالت ہو گی جبکہ مضاربت میں نفع سے متعلق کسی بھی قسم کی جہالت عقد کو ہی فاسد کر دیتی ہے۔

راس المال کی سپردگی:

مضاربت کی شرائط میں سے ہے کہ رب المال سرمایہ مضارب کے سپرد کر دے۔ اگر وہ سرمایہ مضارب کے سپرد نہیں کرتا اور مضاربت کا معاملہ کرتا ہے تو یہ معاملہ فاسد ہے اس لئے مضاربت میں ایک جانب سے مال اور دوسری جانب سے عمل ہوتا ہے اور عمل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک قبضے میں نہ آجائے۔

مال پر مکمل قبضے کی صورت یہ ہے کہ مال حقیقی طور پر مضارب کو تھما دیا جائے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ وہ مال، صاحب مال کے ہر عمل دخل سے آزاد ہو۔ مثال کے طور پر صاحبِ مال بوقتِ عقد یہ شرط عائد کرتا ہے کہ مضارب کے ساتھ وہ بھی عمل میں حصہ لے گا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ عمل میں حصہ لینے کی شرط گویا مال پر قبضے کے مترادف ہے کیونکہ اس صورت میں صاحبِ مال، سرمائے پر نظر رکھے گا اور مضارب کو آزاد کام کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ مذکورہ صورت میں یہ ضروری نہیں کہ صاحبِ مال عملی طور پر کاروبار میں حصہ لے تو مضاربت فاسد ہوگی بلکہ صرف شرط ہی کو معاملے کو فاسد کر دے گی۔

اگر کسی نے نابالغ بچے کا مال مضاربت پر دیا اور ساتھ یہ شرط بھی عائد کر دی کہ بچہ بھی کاروبار میں حصہ لے گا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ مال پر ملکیت تو بچے کی ہی ہے اور کاروبار میں حصہ لینے کی شرط لگانے سے مال پر بچے کا قبضہ باقی رہتا ہے لہٰذا یہ فاسد ہے۔

نفع کا تعین:

معاملہ مضاربت میں عاقدین کے نفع کا تعین شرط ہے اس لئے کہ یہ عقد ہی نفع کی خاطر کیا جاتا ہے اگر وہ مجہول ہے تو عقد ہی مجہول ہو گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ متعین کر دیا جائے کہ صاحبِ مال کا نفع کتنا ہو گا اور مضارب کا کتنا؟ لیکن مضاربت کا معاملہ اگر مطلقاً طے پا جاتا ہے اور نفع کی تعین نہیں ہوتی مثلاً صاحبِ مال یہ کہتا ہے کہ نفع ہمارے درمیان مشترک ہو گا تو پھر عاقدین کے مابین نفع کی تقسیم برابری کی بنیاد پر ہو گی اس لئے کہ شراکت مساوات کا تقاضا کرتی ہے۔[27]

مضارب کا حصہ نفع میں سے ہو:

مضاربت میں شرط ہے کہ مضارب کا حصہ نفع میں سے مقرر کیا جائے۔ اگر اس کا حصہ صاحبِ مال اپنے سرمائے سے مقرر کرتا ہے تو یہ جائز نہیں مثلاً صاحبِ مال یہ کہے کہ تم مضاربت کا کاروبار کرو تمہیں اصلی سرمائے کا چوتھائی ملے گا۔[28]

تمیز رکھنے والا بچہ ہے تو اس کے لیے ولی کی جانب سے اجازت ضروری ہے اور اگر بالغ ہے تو وہ اپنے تصرفات بذات خود بھی کر سکتا ہے۔

مضاربت کے سرمائے کے ساتھ اپنا سرمایہ ملانا:

احناف کے نزدیک اگر صاحبِ مال مضارب کو یہ اجازت دے دے کہ وہ مال مضاربت میں اپنا سرمایہ بھی ملا کر کاروبار کرے تو یہ جائز ہے اور اگر صاحبِ مال مضارب کو عمومی اختیار دے دے مثلاً یوں کہہ دے کہ تم اپنی صوابدید کے مطابق کام کرو۔ تب بھی اسے مال مضاربت کو شرکت، مضاربت پر دینے یا اپنے مال کے ساتھ ملا کر کاروبار کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔[29]

علامہ جزیریؒ کے مطابق اگر کسی ملک میں یہ رواج ہو کہ مضاربین، صاحبِ مال کے سرمائے کے ساتھ اپنا سرمایہ بھی ملا کر کاروبار کرتے ہوں اور صاحب مال بھی اس پر راضی ہو تو مضارب مشترکہ سرمائے سے کاروبار کر سکتا ہے اگرچہ صاحبِ مال کی خصوصی اجازت نہ بھی ہو۔[30]

مضارب کے اخراجات:

مضارب اگر اپنے شہر میں کاروبار کرتا ہے تو اس کو مضاربت میں سے کسی قسم کا خرچہ لینے کا اختیار نہیں البتہ اس کا کاروبار اگر دوسرے شہر میں ہے تو اس کے کھانے پینے سفر کرنے اور رہائش کے اخراجات مضاربت سے پورے کیئے جائیں گے۔ اس لیے کہ دوسرے شہر میں رہنا اس کی منشاء نہیں بلکہ وہ صرف کاروبار کی وجہ سے دوسرے شہر میں رہ رہا ہے۔[31]

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مضارب کو علاج معالجے کے اخراجات بھی مضاربت سے لینے کا اختیار ہو گا۔ امام صاحبؒ کی دلیل یہ ہے کہ دواء بدن کی صحت کے لئے ضروری ہے۔ اگر بیماری میں دواء نہ کی جائے تو بدن کام کرنے کے قابل نہیں رہتا لہٰذا یہ بھی نفقہ کے مثل شمار ہو گی، لیکن ظاہر الروایۃ کے مطابق دواء کا خرچ مضارب کے ذاتی مال سے لیا جائے گا۔ اس لیے کہ نفقہ کی ضرورت تو ہر وقت پیش آتی ہے لیکن دواء کی ضرورت کبھی کبھار ہوتی ہے۔ لہٰذا دواء کو نفقے یعنی کھانے پینے پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔[32]

شوافع کہتے ہیں کہ اخراجات میں میانہ روی سے کام لیا جائے گا اور صرف اتنے اخراجات کی مضارب کو اجازت ہو گی جتنا کہ کاروباری حلقوں میں عموماً رواج ہوتا ہے۔ شوافع کے نزدیک توشہ سفر، سفری لباس وغیرہ کے اخراجات درست ہیں مگر یہ اخراجات نفع میں محسوب ہوں گے۔[33]

مضاربت کے اخراجات کے سلسلے میں اگر صاحبِ مال تعین کر دے تو بہت ہی بہتر ہے۔ مثلاً یوں کہہ دے کہ جب تم بیرون شہر سفر کرو تو دونوں اطراف کا کرایہ اور مناسب روپوں تک کا کھانا مضاربت کے مال سے لے سکتے ہو۔ اسی طرح لباس، علاج معالجے کے اخراجات کی تعین بھی شروع میں ہو سکتی ہے۔ اگر صاحبِ مال تعین نہ کرے تو بازار کا عرف مضارب کے اخراجات کا تعین کرے گا۔ مثلاً عرف یہ ہے کہ دوپہر کا کھانا اور چائے کارکن کو مالک کی جانب سے دی جاتی ہے، تو مضارب کو بھی یہ حقوق حاصل ہوں گے۔ اور اگر کسی جگہ کا عرف لباس اور دواء کا خرچ بھی مضاربت سے ادا کرتا ہو تو پھر مضارب یہ اخراجات بھی مال کی جانب سے کر سکتا ہے۔

مالکِ مال اور مضارب کا اختلاف:

اگر مالکِ مال اور مضارب کا سرمائے کے بارے میں اختلاف ہو جائے مثلاً مالک یہ کہے کہ میں نے تجھے ایک ہزار روپے سرمایہ دیا تھا اور مضارب کہے کہ نہیں تو نے مجھے پانچ سو روپے سرمایہ دیا تو اس صورت میں قبضے والے کی بات معتبر ہو گی۔ ظاہر ہے کہ قبضہ مضارب کے پاس ہے لہٰذا اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس لیے کہ وہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کل رقم کتنی تھی اور اگر اختلاف نفع کی شرح میں ہے۔ مثلاً صاحبِ مال کہتا ہے کہ نفع کی شرح ساٹھ اور چالیس فیصد کے تناسب سے طے پائی تھی جبکہ مضارب کہتا ہے کہ نصف نصف تھی تو اب صاحبِ مال کی بات معتبر ہو گی کیونکہ منافع کا استحقاق شرط لگانے سے ہوتا ہے اور شرائط کا تعین عموماً صاحبِ مال کی جانب سے کیا جاتا ہے۔[34]

درج بالا صورتیں اس وقت ہیں جب گواہ نہ ہوں اور اگر کسی فریق کے پاس دو گواہ موجود ہوں تو اسی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔[35]

اگر مالکِ مال یہ کہے کہ میں نے مضارب کو خاص کاروبار کرنے کی اجازت دی تھی لیکن مضارب یہ کہتا ہے کہ اجازت عمومی تھی، کسی خاص کاروبار سے متعلق نہ تھی تو اب مضارب کی بات معتبر ہو گی اس لیے کہ ظاہراً مضاربت کی اجازت عمومی ہوتی ہے یہاں مضارب کی بات ظاہر کے قریب ہے۔[36]

اور اگر مالک مال اور مضارب میں سے ہر ایک خاص کاروبار کا دعویٰ کرے تو اب مالک مال کی بات معتبر ہو گی اس لیے مضارب اس بات پر تو متفق ہے کہ کاروبار خاص تھا، عمومی اجازت نہ تھی اور خاص کاروبار کی شرط عموماً مالک کی جانب سے ہی لگائی جاتی ہے۔[37]

مضاربت کی بنیاد پر اسلامی بینکاری عہد حاضر کی روشنی میں

مضاربت سے متعلق کتب فقہ میں موجود لٹریچر دوطرفہ مضاربت کو بیان کرتا ہے جس میں سرمایہ فراہم کرنے والا شخص رب المال اور اس سرمائے پر محنت کرکے نفع کمانے والا شخص مضارب کہلاتا ہے۔ یہ مضاربت کی وہ صورت ہے جو ابتدائے اسلام بلکہ اس سے بھی قبل چلی آرہی ہے لیکن عہد حاضر میں جس طرح سے اسلامی بینکاری کا نظام پنپ چکا ہے اور جگہ جگہ اسلامی بینک قائم ہوچکے ہیں جہاں مضاربت کی بنیاد پر اسلامی بینکاری ہورہی ہے۔ وہاں مضاربت کی نت نئی صورتیں وجود میں آئی ہیں جو قدیم طریقہ مضاربت سے کئی وجوہ سے مختلف ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے۔

اسلامی بینکاری میں مضاربت کی جدید صورتیں:

1۔ قدیم طریقہ مضاربت میں ایک شخص سرمایہ فراہم کرتا تھا جسے رب المال کہتے تھے مگر جدید طریقہ مضاربت میں سرمایہ فراہم کرنے والا ایک شخص نہیں بلکہ ہزاروں ہوتے ہیں جو اسلامی بینک کے پاس مضاربت کی بنیاد پر رقم جمع کرواتے ہیں۔

2۔ قدیم طریقہ مضاربت میں جب ایک دفعہ رب المال مضارب کو سرمایہ دے دیتا تو پھر کسی تیسرے فریق کا الحاق اس میں نہ ہوتا تھا تاوقتیکہ کاروبار ختم نہ ہوجائے مگر جدید طریقہ مضاربت میں ہر روز لوگ مضاربت کھاتوں میں رقوم جمع کرواتے ہیں اور یہ طریقہ سال بھر جاری رہتا ہے۔

3۔ قدیم طریقہ مضاربت میں رب المال جب مضارب کو سرمایہ فراہم کردیتا تو مضارب اس سے بذات خود کاروبار کرتا تھا مگر اب ایسا نہیں۔ اسلامی بینک جمع شدہ رقوم سے بذات خود کاروبار نہیں کرتا بلکہ یہ رقوم زیادہ تر ایسے کاروباری افراد کے حوالے کرتا ہے جو اس سے کاروبار کریں۔ اور جو نفع حاصل ہو وہ بینک اور اپنے درمیان تقسیم کرلیں۔

4۔ قدیم طریقہ مضاربت میں پہلے پورے مال کو فروخت کرکے اثاثہ جات کو نقد بنایا جاتا تھا پھر پہلے رب المال کا سرمایہ واپس کیا جاتا، جو بچ جاتا اس میں سے مضارب کو نفع دیا جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں کاروبار کے اختتام سے پہلے نفع کی تقسیم نہ ہوتی تھی مگر جدید طریقہ مضاربت میں جب اسلامی بینک قائم ہوتے ہیں تو وہ غیر محدود مدت تک اپنا کاروبار جاری رکھتے ہیں۔ لہٰذا کاروبار بھی جاری رہتا ہے اور کاروبار کی مالیت کا اندازہ لگا کر منافع جات کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔

جدید طریقہ مضاربت کے بارے میں فقہاء کی آراء:

جدید طریقہ مضاربت جو کہ متعدد اربابِ اموال و مضاربین پر مشتمل ہے اس کے بارے میں فقہاء اور ماہرین معاشیات کی آراء مختلف ہیں۔

ڈاکٹر باقر الصدر کی رائے:

ڈاکٹر باقر الصدر کی رائے یہ ہے کہ جدید طریقہ مضاربت میں بینک کا کردار مضارب کا نہیں بلکہ وسیط اور وکیل کا ہے۔ اس لیے کہ بینک مضاربت کے کاروبار میں شریک نہیں ہوتا اور رب المال اس لیے نہیں کہ اس کا ذاتی سرمایہ نہیں۔ البتہ وہ اپنی خدمات عوام الناس کو پیش کرتا ہے اور ان خدمات پر جو معاوضہ اسے ملتا ہے وہ وکالت کے زمرے میں آتا ہے، مضاربت کے نہیں۔ اور رہی یہ بات کہ بینک خسارہ بھی برداشت کرتا ہے اور یہ فعل ظاہر کرتا ہے کہ بینک رب المال ہے اس لیے کہ مضاربت میں خسارہ رب المال پر آتا ہے، عامل پر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بینک ایسا تبرعاً کرتا ہے جو کہ جائز عمل ہے۔[38]

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کی رائے:

جدید طریقہ مضاربت کے بارے میں ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کی رائے یہ ہے کہ رقم جمع کنندگان کی جانب نظر کرتے ہوئے اسلامی بینک کی حیثیت مضارب کی ہے (کہ اسلامی بینک ان سے مضاربت کی بنیاد پر رقم وصول کرتا ہے لہٰذا وہ رب المال اور بینک مضارب ہے) جبکہ سرمایہ کاروں کی جانب نظر کرتے ہوئے بینک کی حیثیت رب المال کی ہے (اس لیے کہ اسلامی بینک مضاربت کی بنیاد پر انہیں رقوم فراہم کرتا ہے اور وہ کاروبار سے نفع کماتے ہیں جو ان کے اور اسلامی بینک کے مابین تقسیم ہوتا ہے) ڈاکٹر زحیلی اس طریقہ پر مضاربت کرتے ہوئے اس کے لیے مضارب مشترک کی اصطلاح تجویز کرتے ہیں، جو کسی ایک فرد کے لیے مضاربت نہیں کرتا اور نہ ہی کسی ایک کاروبار تک محدود رہتا ہے بلکہ اپنی خدمات سرمایہ کاروں کے لیے پیش کرتا ہے۔[39]

ڈاکٹر سامی کی رائے بھی یہی ہے کہ اسلامی بینک کی حیثیت مضارب مشترک کی ہے جو رقم جمع کنندگان سے مضاربت کی بنیاد پر رقوم حاصل کرتا ہے لیکن بذات خود کاروبار نہیں کرتا، بلکہ سرمایہ کاروں کو رقوم فراہم کرتا ہے۔[40]

ڈاکٹر عبد اللہ العربی کی رائے بھی مندرجہ بالا آراء سے ملتی جلتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسلامی بینک اولاً تو مضارب ہے لیکن بعد میں اس کی حیثیت رب المال کی ہے۔[41]

ڈاکٹر حسن عبد اللہ الامین کی رائے:

ڈاکٹر حسن عبد اللہ الامین کہتے ہیں کہ بینک کی حیثیت شریک مضارب کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بینک کے پاس جو رقوم ہوتی ہیں وہ رقوم جمع کنندگان اور حصہ داران کی رقوم کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ اور بینک حصہ داران کی طرف سے نمائندہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلامی بینک جمع کنندگان کی حد تک تو مضارب ہوا اور حصہ داران کی جانب نظر کرتے ہوئے شریک ٹھہرا۔[42]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے بھی مضاربت کی بنیاد پر اسلامی بینکاری میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جب بینک بھی اپنا سرمایہ مضاربت میں لگائے گا تو اس کا حصہ منافع میں بڑھ جائے گا۔ جس کی وجہ یہ ہوگی کہ بینک جو منافع کمائے گا وہ کھاتہ داران اور بینک کے درمیان تقسیم ہو جائے گا۔ لیکن جو سرمایہ بینک نے اپنی جانب سے لگایا ہوا ہے اس میں کوئی تقسیم نہ ہوگی بلکہ وہ سارے کا سارا بینک کو ہی ملے گا۔ یوں حصہ داران کے دو شئیرز ہو جائیں گے مضاربت کی بنیاد پر حاصل ہونے والا منافع اور اپنی سرمایہ کاری پر حاصل ہونے والا نفع، جبکہ کھاتہ دار کو صرف اپنی جمع شدہ رقم پر منافع ملے گا وہ بھی مضارب (اسلامی بینک) کو نفع دینے کے بعد۔[43]

قابل ترجیح رائے:

قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ عہد حاضر میں اسلامی بینک کے لیے ڈاکٹر عبد اللہ العربی، الزحیلی اور ڈاکٹر حسن امین کی آراء (مضارب مشترک یا شریک مضارب) اپنی جگہ درست ہیں، لیکن اس سے بینک کے اختیارات کی واضح تعین نہیں ہوتی اس لیے کہ دور حاضر میں بینک کو رقوم بذات خود تصرف میں لانے، کسی اور کو مضاربت پر دینے، وکیل مقرر کرنے سمیت کلی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کے لیے جامع اصطلاح مضاربِ مطلق کی ہے۔ مضارب مطلق وہ ہوتا ہے جسے وہ تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو کہ بازار کے عرف کے مطابق ایک کاروبار کو چلانے کے لیے ضروری ہوا کرتے ہیں۔ البتہ اسلامی بینک کو مضاربِ مطلق کے زمرے میں رکھنے سے درج بالا علماء کی آراء بھی اس میں شامل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہ فقہاء احناف نے مضارب کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ حقیقی طور پر مضاربت کا کروبار خود بھی کر سکتا ہے اور مضاربت کی رقم مزید کسی تیسرے شخص کو بھی دے سکتا ہے۔ کہ وہ اس سے کاروبار کرے اور منافع کو آپس میں تقسیم کرے۔ اس مقام پر مضارب ویسے تو مضارب ہی رہے گا جیسا کہ کتب فقہ میں اسے مضاربِ اول کے نام سے یاد کیا گیا ہے، مگر مضاربِ ثانی کی طرف نظر کرتے ہوئے یوں معلوم ہوگا کہ یہ رب المال ہے اس لیے کہ مضاربِ ثانی کے سامنے تو یہ مضاربِ اول ہی ہوگا جو تمام عقود کا تعین کرے گا۔ مضاربِ ثانی اس معاملے میں صاحبِ مال سے تو بے شک بے خبر ہوگا صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

جب صاحبِ مال یہ کہہ دے کہ تم اپنی سمجھ کے مطابق کام کرو تو اب مضارب کو یہ اجازت ہے کہ مال کو مزید (کسی اور شخص کے پاس) مضاربت پر دے سکتا ہے۔

جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ مضاربِ اول، مالِ مضاربت کو کسی صورت مضاربِ ثانی کو نہیں دے سکتا تاوقتیکہ اسے صاحبِ مال کی طرف سے صریح اجازت حاصل نہ ہو۔ لیکن تب وہ نفع میں شریک نہ ہو گا بلکہ نفع مضاربِ ثانی اور صاحبِ مال کے مابین ہو گا اور مضاربِ اول کو کوئی شی نہ ملے گی۔

1۔ ڈاکٹر شبیر یہ کہتے ہیں کہ حنابلہ درج بالا مسئلے میں احناف کے ساتھ ہیں کہ مضاربت مطلقہ پر بناء کرتے ہوئے مضاربِ اول کو نفع میں سے حصہ ملے گا۔[44]

لیکن ان کا یہ قول درست نہیں اس لیے کہ جمہور (شوافع، مالکیہ، حنابلہ) اس بات پر متفق ہیں کہ نفع کا استحقاق یا تو مال کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر عمل کی بناء پر جب کہ مضاربِ اول کے پاس ان دونوں میں سے کوئی چیز بھی نہیں۔

زیر بحث مسئلہ میں احناف کا مسلک قوی نظر آتا ہے اس لئے کہ بسا اوقات مضاربِ ثانی ہمت، لیاقت، محنت اور استعداد میں مضاربِ اول سے زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔ لہٰذا مضاربِ ثانی پر پابندی لگانا ایک اچھے کاروباری امکان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

2۔ عصر حاضر کی بینکاری میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ کاروباری معاملات، خطرات کے انتظام مناسب جگہوں پر سرمایہ کاری، قانونی معاملات کے بارے میں جتنا بینک والے جانتے ہیں، شاید ہی گاہک جانتا ہو لہٰذا احناف کا مسلک دور حاضر کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے کہ گاہک اپنا روپیہ پیسہ اسلامی بینک کے پاس جمع کروائیں۔ پھر بینک اپنی صوابدید کے مطابق جہاں چاہے اسے استعمال کرے خواہ بذات خود کاروبار کرے یا کاروباری اداروں کو مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ فراہم کرے۔

3۔ فقہاء اس بات کی اجازت تو دیتے ہیں کہ مضاربِ اول مالک کی اجازت سے مضاربت کی رقم مضاربِ ثانی کو دے سکتا ہے، لیکن وہ مضاربِ اول کو مال یا عمل نہ ہونے کی بناء پر نفع دینے کے قائل نہیں۔ بہر حال اسلامی بینک کو مضاربِ اول کے زمرے میں رکھنا بھی قرین قیاس نہیں اس لئے کہ ایسا ہر گز نہیں کہ اسلامی بینک گاہکوں کے فراہم کردہ سرمائے پر محنت کرتا ہی نہیں بلکہ کاروباری اداروں کو سرمایہ فراہم کرنے سے پہلے تمام کلیدی امور بینک ہی نبھاتا ہے۔[45] مثلاً

اسلامی بینک ایسے کاروباری افراد اور اداروں کا انتخاب کرتا ہے جن کی ثقاہت کاروباری حلقوں میں معروف ہوتی ہے یا پھر ضمانتوں، کفالتوں سے انہیں اس طرح سے پابند کرتا ہے کہ ان کے لئے راہ فرار ممکن نہیں ہوتی۔

کاروبار میں نفع ونقصان سمیت تمام امور کا انتظام بھی اسلامی بینک خود ہی کرتا ہے گاہکوں کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔

4۔ ڈاکٹر حسن امین کے مطابق مضارب کو صریح اجازت کے ساتھ اگر تفویض عام بھی حاصل ہو تب بھی اسے یہ اختیار مل جاتا ہے۔[46] اور بعض مالکیہ تو مضارب کو مطلقاً اجازت دیتے ہیں کہ وہ صاحبِ مال کی اجازت اور تفویض عام کے بغیر بھی اپنے مال کو، مضاربت کے مال کے ساتھ ملا کر کاروبار کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ مضارب میں دونوں اموال کے ساتھ تجارت کرنے کی صلاحیت ہو۔[47]

اسلامی بینک کی ذمہ داری:

قدیم طریقہ مضاربت میں فقہاء اس پر متفق ہیں کہ مضارب پر رأس المال کی ضمان نہیں ہے لیکن وہ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ مالِ مضاربت، مضارب کے پاس امانت ہے۔ لہٰذا اسے بھرپور احتیاط اور دانشمندی سے اسے کام میں لانا چاہیے اگر غفلت یا لاپرواہی کی وجہ سے مال مضاربت ضائع ہو جاتا ہے تو اس صورت میں مضارب ضامن بھی ہو گا۔

اسلامی بینکوں کو سودی معاملات سے بچانے اور عوام الناس کی رقوم کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ ایک مناسب تجویز ہے کہ اسلامی بینک مضاربہ کے پول میں جمع شدہ تمام رقوم کا تکافل کمپنیوں سے بیمہ کروالیں یہ بیمہ ہر کھاتہ دار کی رقم کا انفرادی طور پر بھی ہو سکتا ہے اور بحیثیت مجموعی پورے مضاربہ پول کا بھی، بظاہر یہ آسان نظر آتا ہے کہ پورے مضاربہ پول کا بیمہ کروالیا جائے۔

خلاصہ:

اسلامی بینکوں کو سودی معاملات سے بچانے اور عوام الناس کی رقوم کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ ایک مناسب تجویز ہے کہ اسلامی بینک مضاربہ کے پول میں جمع شدہ تمام رقوم کا تکافل کمپنیوں سے بیمہ کروالیں یہ بیمہ ہر کھاتہ دار کی رقم کا انفرادی طور پر ہو سکتا ہے اور بحیثیت مجموعی مضاربہ پول کا بھی، بظاہر آسان نظر آتا ہے کہ پورے مضاربہ پول کا بیمہ کروالیا جائے۔ مضاربہ پول میں اگر بینک کا پیسہ بھی لگا ہو تو بینک اپنے حصے کی اقساط بھی ادا کرے۔ اسلامی بینک کے لیے ضروری ہو گا کہ گاہک کو اس کٹوتی اور اس کے مقاصد سے بھی آگاہ کرے۔

حوالہ جات

[1] ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر بیروت، ص:۱/ ۵۴۵

Ibn-e-manzoor al-afreqi, Muhammad bin mukkaram bin ali, lisaan ul Arab, Dar Sadir Beirut, P:1/545

[2] راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات القرآن، دار القلم دمشق، سن اشاعت ندارد، ص:۱/ ۵۰۵

Raghib Asfahani, Hussain bin Muhammad, Mufradaat Ul Quran, Dar al Qalam Damascus, P:1/505

[3] علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء، ص:۶/ ۸۷

Allama kasani, al badai wa sanai, Dar al Kutub beirut Lebanon, 1999, P:6/87

[4] بدائع الصنائع، علامہ کاسانی، ص:۶/ ۸۷

Allama kasani, al badai wa sanai, P:6/87

[5] الہدایۃ، علامہ مرغینانی، شبیر برادر اردو بازار لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۳/ ۲۰۸

Al Hidayah, allama marghinani, Shabbir brothers urdu bazar Lahore, 2001, P:3/208

[6] علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، ص:۶/ ۸۷

Allama kasani, al badai wa sanai, P:6/87

[7] علامہ مرغینانی، الہدایۃ، ص:۳/ ۲۰۲

allama marghinani, Al Hidayah, P:3/202

[8] سورۃ المزمل:۲۰

surah al muzammil:20

[9] محمد بن احمد بن محمد، منح الجلیل شرح مختصر خلیل، دار الفکر بیروت لبنان، سن اشاعت ندارد، ص:۷/ ۳۱۳

Muhammad bin Ahmad bin Muhammad, minh al jalil sharah mukhtasar Khalil, Dar al fikar beirut Lebanon, P:7/313

[10] علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، ص:۶/ ۸۷

Allama kasani, al badai wa sanai, P:6/87

[11] امام ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، دار السلام ریاض سعودی عرب، ۲۰۰۷ء، جلد:۲، حدیث نمبر:۲۲۴۷، ص:۷۵۵

imam ibn majah, sunan ibn majah, dar us salam riyadh saudi Arabia,2007,Vol:2,Hadith No:2247, P:755

[12] امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۵۱۶

imam muslim, sahih muslim, Hadith No:1516

[13] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ، ص:۲/ ۳۵۸

Ibn Katir, Abul-Fida Ismaiel, al bidaya wal nihaya, Dar ahya Alturas al arabi, 1408 AD, P:2/358

[14] امام ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ص:۲/ ۷۶۸

imam ibn majah, sunan ibn majah, P:2/768

[15] ابو داؤد، سنن ابی داؤد، ادارہ ضیاء المصنفین، ۲۰۰۱ء، حدیث نمبر:۳۳۸۴، ص:۳/ ۲۵۶

Abu dawud, sunan abi dawud, Idarah Zia al musannifeen, 2001, Hadith No:3384, P:3/256

[16] علامہ بیہقی، سنن الکبریٰ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۱۹۹۰ء، حدیث نمبر:۱۱۶۱۷، ص:۶/ ۱۸۷

allama baihaqi, sunan al kubra, Maktaba Rahmania Lahore, Hadith, 1990, No:11617, P:6/187

[17] علامہ مرغینانی، الہدایۃ، ص:۳/ ۲۰۰

allama marghinani, Al Hidayah, P:3/200

[18] علامہ سرخسی، المبسوط، دار الکتب العلمیہ سعودی عربیہ، ۲۰۰۴ء، ص:۱/ ۲۲

allama sarakhsi, al mabsoot, Dar al Kutub saudi Arabia, 2004, P:1/22

[19] علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، ص:۶/ ۸۲

Allama kasani, al badai wa sanai, P:6/82

[20] علامہ مرغینانی، الہدایۃ، ص:۳/ ۹

allama marghinani, Al Hidayah, P:3/9

[21] ابن قدامہ، المغنی، ص:۵/ ۵۳

ibn qudamah, al mughni, P:5/53

[22] علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، ص:۶/ ۸۲

Allama kasani, al badai wa sanai, P:6/82

[23] ابن قدامہ، المغنی، ص:۵/ ۵۳

ibn qudamah, al mughni, P:5/53

[24] الجزیری، کتاب الفقہ، ص:۳/ ۳۶

al jazairi, Kitab kitab al fiqh, P:3/36

[25] علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، ص:۶/ ۸۳

Allama kasani, al badai wa sanai, P:6/83

[26] ایضاً، ص:۶/ ۸۲

Aizan, P:6/82

[27] الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، حافظ بک ڈپو دیوبند، ۱۹۹۰ء، ص:۴/ ۷۶

al zuhaili, Al fiqah wa adillah, Hafiz book depot deoband, 1990, P:4/76

[28] الجزیری، کتاب الفقہ، ص:۳/ ۷۳

al jazairi, Kitab kitab al fiqh, P:3/73

[29] علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، ص:۶/ ۹۵

Allama kasani, al badai wa sanai, P:6/95

[30] الجزیری، کتاب الفقہ، ص:۳/ ۵۱

al jazairi, Kitab kitab al fiqh, P:3/51

[31] علامہ مرغینانی، الہدایۃ، ص:۳/ ۲۰۹

allama marghinani, Al Hidayah, P:3/209

[32] ایضاً، الجزیری، کتاب الفقہ، ص:۳/ ۵۱

Aizan, al jazairi, Kitab kitab al fiqh, P:3/51

[33] ابن قدامہ، المغنی، ص:۵/ ۳۰

ibn qudamah, al mughni, P:5/30

[34] علامہ مرغینانی، الہدایۃ، ص:۳/ ۲۱۲

allama marghinani, Al Hidayah, P:3/212

[35] ایضاً

Aizan

[36] ایضاً، ص:۳/ ۲۰۹

Aizan, P:3/209

[37] ایضاً، مجلۃ الاحکام العدلیہ، ص:۱/ ۲۷۶

Aizan, mujjal Al ahkam aladliah, P:1/276

[38] محمد باقر الصدر، البنک الاربوی، دار المعارف بیروت لبنان، ۱۹۷۷ء، ص:۴۱

muhammad baqir al-sadr, Al bank alarbowi, dar al ma'arif brute Lebanon, 1977, P:41

[39] وھبہ الزحیلی، المعاملات المالیہ المعاصرہ، دار الفکر دمشق، ۲۰۰۲ء، ص:۴۴۸

wahbah al zuhaili, Al maʼamilat al maalia al muaasira, Dar al fikar Damascus, 2002,P:448

[40] سامی حسن، تطویر الاعمال المصرفیہ بما یتفق والشریعہ الاسلامیہ، دار الاتحاد العربی، قاہرہ، ۱۹۷۷ء، ص:۳۹۴

Saami Hassan, tatweer al aamal al masrafia bima yattafiq wa sharia al islamia, Dar ul itihad alarabia, cairo, 1977,P:394

[41] عبداللہ العربی، المعاملات المصرفیہ المعاصر روای الاسلام فیما، بحث مقدم الی مجمع البحوث الاسلامیہ، جامعۃ الازھر، ۱۹۷۲ء، ص:۵۲

Abdullah alarabi, al maʼamilat al masrafia al maʼasir rawi al islam feema bahas muqadim ila majma al buhos al islamia, 1972, P:52

[42] حسن الامین، عبداللہ، الودائع المصرفیہ النقدیہ واستثمارھا فی الاسلام، دار الشروق، جدہ، ۱۹۸۳ء، ص:۳۱۸

Hassan al Amin, Abdullah, alwadai al masrafia al naqdiah wa istishmaraha fi al islam, dar al shorooq, jaddah, 1983, P:318

[43] صدیقی، نجات، غیر سودی بینکاری، ص:۵۵

siddiqui , Nijat, Ghair Soodi Bankari, P:55

[44] محمد عثمان شبیر، المعاملات المالیہ المعاصرہ ورای الاسلام فیہا، مطبع یوسف، قاہرہ مصر، ۱۹۶۵ء، ص:۳۵۳

Muhammad Usman Shabbir, al maʼamilaat al malia al muaʼasirah rawi al islam feeha, mtbaa yousaf, cairo Egypt, 1965, P:353

[45] المضاربۃ المشترکہ من اھم صیغ التمویل المصرفی الاسلامی، ڈاکٹر عادل سالم محمد الصغیر، بحث مقدم الی موتمر الخدمات المالیہ الاسلامیہ، طرابلس، لیبیا، ۲۰۱۰ء، ص:۹

al mudarabah al mushtarika min aham seea al tamweel al misar fi al islami, Dr. Adil salim Muhammad al Sagheer, bahas muaqdim ila mutamir alkhidmaat al malia al islamia, trablus Libya, 2010, P:9

[46] ایضاً، ص:۳۱۳

Aizan, P:313

[47] محمد عثمان شبیر، المعاملات المالیہ المعاصرہ، ص:۳۵۳

Muhammad Usman Shabbir, al maʼamilaat al malia al muaʼasirah, P:353